درسِ حدیث

مولانا یحییٰ نعمانی

عبادات میں غلوٗ دین میں پسندیدہ نہیں

عبادات کا دین میں ایسا بنیادی مقام ہے کہ ان کے بغیر دین کا تصور ہی نہیں اور نہ کسی قسم کی دینی ترقی کا امکان عبادات کے اہتمام کے بغیر ممکن ہے۔ طرح طرح کے خودساختہ ''مفکروں'' کو چھوڑ دیجیے اور تاریخ اسلام کی گزشتہ صدیوں پر نظر ڈالیے تو آپ کو عبادات کے خاص اہتمام کے بغیر ''دینداری'' کا کوئی خاص تصور ہی نہیں ملے گا۔ آنحضرت ﷺ کا خود اپنا عبادات: ذکر ودعا، روزہ ونماز اور اللہ کے راستہ میں صدقات وخیرات کا جو معمول تھا' وہ خود اس حقیقت کو واضح کرنے والا ہے کہ دین میں عبادات کی کس قدر اہمیت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی مجلسی گفتگوؤں، وعظوں وخطبوں میں بھی بلاشبہ ہزار ہا بار عبادات کے اہتمام کی تاکید فرمائی اور ان کو دینی ترقیوں اور قرب الی اللہ کا بڑا وسیلہ قرار دیا ہے۔

مگر اسلام کا خاص امتیاز ہے کہ اس نے قرب الی اللہ کے اعلیٰ ترین مراتب کا حصول ہر عام انسان کی دسترس میں رکھا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ جس دین کو لے کر ممکن تھا۔ اگر ایک طرف آپ ﷺ نے عبادات کے اہتمام کی تاکید فرمائی اور اس کی کثرت پر اللہ کی رضا اور آخرت کے غیر معمولی اجر وثواب کا وعدہ سنایا۔ یہاں تک کہ چند لمحوں کے ذکر اور دو رکعتوں کے ثواب کو آپ ﷺ نے پوری دنیا کے مال واسباب سے بہتر قرار دیا۔ مگر ساتھ ہی دوسری طرف آپ ﷺ نے بڑی وضاحت اور صفائی کے ساتھ یہ بھی اپنی امت کو بتلایا کہ آخرت کی طلب میں عبادات کی ایسی کثرت بھی ناپسندیدہ ہے' جس سے انسان کی بنیادی ضروریات اور اس کی سماجی ذمہ داریاں پوری نہ ہوسکیں، صحت متاثر ہو، قدرِ ضرورت حلال روٹی کمانے کا وقت نہ مل سکے، خاندان اور بچوں کی ذمہ داریاں نہ نبھائی جاسکیں......

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو محض الفاظ اور کلام کی شکل میں نہیں اتارا۔ اگر ایسا ہوتا تو یقیناً اس کی عملی تطبیق میں زبردست اختلاف ہوجاتا اور اس کی عملی شکل متعین کرنا مشکل ہوتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور اس کی تعلیمات کا ایک اعلیٰ ترین اور مکمل ترین عملی اور چلتا پھرتا زندہ نمونہ رسول اکرم ﷺ کی شکل میں اتارا......آپ ﷺ کا حال یہ تھا کہ عبادات کا ذوق آپ ﷺ پر چھایا ہوا تھا۔ حق تعالیٰ سے راز ونیاز اور اس کی بارگاہ میں عاجزی ودرماندگی آپ ﷺ کی روح کی غذا اور آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔ اہل نظر جانتے تھے کہ ہر دم ذوق وشوق کی فراوانی رہتی تھی۔ مگر اس کے باوجود آپ ﷺ سارے پہلوؤں کو رعایت رکھتے تھے۔ ایک نبی کی حیثیت سے دعوت وتعلیم اور اصلاح وتزکیہ آپ ﷺ کی منصبی ذمہ داری تھی پھر امت کے اجتماعی اور سیاسی حالات کے بھی آپ ہی نگراں اور ذمہ دار تھے۔ حکومت قائم ہوئی تو آپ ہی حکمران اعلیٰ

قاضی، قانون ساز اور سپہ سالار تھے۔ایک انسان کی حیثیت سے زندگی کی تمام ضرورتیں اور علائق آپ کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔سماجی زندگی کی بھی تمام ذمہ داریاں آپ پورے طور پر ادا کرتے تھے اور تاکید کرتے تھے کہ یہی مطلوب خداوندی اور شعار مسلمانی ہے۔اعتدال کے ساتھ زندگی کے سارے روحانی مادی پہلوؤں کی رعایت ہی مطلوب ہے اور ہر طرح کا غلو اور بے اعتدالی اللہ کو ناپسند ہے۔حدیث کی کتابوں کا ایک واقعہ پڑھیے:

(ا)''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تین آدمی آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کو لوٹ آئے اور آنحضرت ﷺ کی عبادت کے معمولات کے متعلق دریافت کیا۔پھر جب ان کو آپ ﷺ کے شب وروز کے معمولات بتلائے گئے تو ان کو شاید وہ کچھ کم لگے۔پھر انہوں نے یوں کہا: اللہ کے رسول ﷺ کا معاملہ تو دیگر ہے۔ان کی تو اگلی پچھلی ساری غلطیاں معاف کی جا چکی ہیں۔ان میں سے ایک نے یہ کہا کہ: میں تو اب ساری رات عبادت کیا کروں گا۔دوسرے نے کہا: میں مستقل روزے رکھوں گا اور کوئی دن بے روزہ نہیں رہوں گا۔تیسرے نے یوں کہا: میں ساری عمر شادی نہیں کروں گا۔جب رسول اللہ ﷺ آئے اور ان لوگوں کی باتیں آپ ﷺ کے علم میں آئیں تو ان سے پوچھا: کیوں؟ تم نے ہی ایسا ایسا کہا ہے؟ سنو! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کو جاننے والا ہوں۔لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور بے روزہ بھی رہتا ہوں۔راتوں کو اٹھ کر نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور نکاح شادی بھی کرتا ہوں۔تو جو کوئی میرے طریقے سے منہ موڑے گا' وہ مجھ سے نہیں۔'' (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حدیث کا مدعا واضح ہے کہ اگرچہ نفل عبادات (یعنی نفل نمازوں، خاص طور پر تہجد اور نفل روزوں) کا ثواب بہت زیادہ ہے لیکن اسلام کی تعلیم اور اس کے نبی کا اسوہ اور نمونہ یہ ہے کہ یہ سب عام زندگی کی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے اور اپنی ذات کو کسی عذاب میں مبتلا کئے بغیر کیا جائے۔اس کی مخالفت چاہے جتنے اچھے جذبے سے کی جائے' وہ یقیناً غلو ہے جس سے اس دین کا کوئی تعلق نہیں۔

ہمارے زمانے میں مادیت کا وہ عروج ہے اور ہم سب پر (الا ماشاءاللہ) اس کا سحر اس بری طرح چھایا ہوا ہے کہ اس موقع پر یہ یاد رکھنا ہم سب کے لیے ضروری ہے کہ یہ اس رسول کا اسوہ بیان ہو رہا ہے۔جس کے بارے میں قرآن کی گواہی ہے کہ وہ کم وبیش ایک تہائی شب اللہ کے سامنے حاضری اور نمازِ تہجد میں گزارتا تھا۔دن بھر ہر وقت اس کی زبان پر اللہ کا ذکر، اس کی تسبیح وتقدیس اور دعا ومناجات کے کلمات رہتے اور اس سب کے ساتھ (جیسا کہ اوپر کی حدیث میں آیا ہے) وہ ساری انسانی ضروریات پوری کرتا تھا:

اللهم صل على النبي الامي و آله وسلم تسليما.

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اپنے رسول ﷺ کے حال وکیفیات کا کوئی ذرہ نصیب فرمادے۔ (جاری ہے)